اوراقِ پارینہ

سو برس پہلے کی اردو صحافت کے چند نمونے

(۱)

"ٹانک کی ریاست ایک عجیب آفت میں گرفتار رہے۔ بے چاری نے حسب التحریک گورنمنٹ آف انڈیا اور تائید رؤسائے ریاست اپنی سلطنت کی بہبودی اور ترقی کے اسباب بہم پہنچانے کی غرض سے رعایا پر ایک ٹیکس قائم کیا تھا جو رعیت کو اس قدر ناگوار گزرا کہ اس کے برخلاف اس نے شاہی قلعہ کے سامنے جمع ہو کر نواب صاحب پر اپنا زبانی غصہ ظاہر کیا۔ شہر میں اڑھائی روز تک ہڑتال کر دی، جس سے ہر ایک کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی اور اپنی بات کی یہاں تک پچ کی، نواب صاحب کو آخر لوہا ماننا پڑا۔ لاچار ٹیکس معاف کیا گیا اور تدابیر معطل۔"

(اخبار عام۔ لاہور۔ ۲۰ر جنوری ۱۸۸۲۔ ایڈیٹر گوپی ناتھ)

(۲)

"یکم اپریل کو گورنر جنرل نے با اجلاس کونسل یہ ایکٹ پاس کیا کہ جو لوگ کسی قسم کا ٹیکس نہیں دیتے ان سے ٹیکس لیا جائے گا۔ اس ایکٹ کا نام ناک ٹیکس ہوگا۔ جو لوگ نکٹے یا چپٹی ناک والے ہوں گے وہ اس ٹیکس سے مستثنیٰ رہیں گے۔ مگر جو ٹیکس سے بچنے کے لیے اپنی ناک کٹائیں گے یا بگاڑ دیں گے وہ موجب دفعہ ۱۰۲ تعزیراتِ ہند سزا پائیں گے۔"

(اکمل الاخبار۔ دہلی۔ ۱۰ر مئی ۱۸۷۱۔ مدیر منشی بہاری لال مشتاق)

(۳)

گذشتہ اتوار کو راجہ شیو پرشاد کا بت (جو انگریزوں کے مدّاح ہیں) جلایا گیا۔ یہ پتلا بانس اور کاغذ اور پھونس کا بنایا گیا تھا اور اس پر ایک پرانی کلسی کا سر رکھا گیا تھا۔ کلسی کے اوپر یہ لکھا تھا،

"راجہ شیو پرشاد نمک حرام جگت سیٹھ کے خاندان کا" پتلے کی کمر میں بھی ایک کاغذ پر بنگلا زبان میں بہت سی باتیں لکھی گئی تھیں۔ بیچ بازار میں اس کو جلانے کی تجویز کی گئی تھی۔ شام کے وقت اس جگہ پر بہت سے آدمی جمع ہوئے اور میونسپل مہتر نے پتلے کی جھاڑو سے پہلے خوب پوجا کی اور پھر جلا دیا۔"

(اخبار عام۔ لاہور۔ ۴ راپریل ۱۸۸۳۔ ایڈیٹر۔ گوپی ناتھ)

(۴)

"اب اودھ کے لوگ ضبطیٔ ملک سے ناخوش ہیں۔ ہزارہا امیدواران نوکری شور و غل مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرکار کو سوائے ملک اودھ کے غیر مقامات کے آدمیوں کو نوکر رکھنا بعید از انصاف ہے۔

بادشاہ کے قدیمی ملازمین بجز چند آدمیوں کے، سب برخاست ہو گئے۔ اوّل ان سے کہا گیا کہ تمھارے حقوق کا لحاظ کیا جاوے گا۔ اب بادشاہ کی حالت پر سب کو رحم آتا ہے۔ بادشاہ نے جو ہر معاملے میں سرکار کی اطاعت کی، یہ بہت اچھی تجویز ہوئی۔ بعض لوگ اس بات سے ناراض بھی ہوئے اور ایک زمیندار معقد نے یہاں تک کہ پوشاک زنانی بھیج کر پیغام دیا کہ تم کو یہ لباس زیب ہے کیونکہ اس طرح بلا تکرار ملک میں دخل دینا اسی لائق ہے کہ عورت کا لباس پہن کر بیٹھا کرو۔"

(کوہ نور۔ لاہور۔ ۲۹ راپریل ۱۸۵۶۔ بانی۔ منشی ہرسکھ رائے)

(۵)

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بہت سے دیسی اخبار ہماری فوج کے دیسی سپاہیوں میں تقسیم ہوتے ہیں ...... لیکن جب کوئی دیسی اخبار مذہبی جذبے سے سرشار ہوتا ہے تو اس کی نوعیت بدتر ہو جاتی ہے ...... ہم ایسا لکھنے پر اس لیے مجبور ہوئے ہیں کہ ہماری توجہ لکھنؤ کے ایک ایسے دیسی اخبار کی طرف دلائی گئی ہے جو ہماری فوج میں پڑھا جاتا ہے اور اس نے بیرک پور کے ہنگامے کی خبریں اس انداز سے پیش کی ہیں جن سے شرارت کا امکان ہے۔"

(دی پنجابی - لاہور - ۲۸ مارچ ۱۸۵۷ - مملوکہ منشی محمد عظیم - مدیر - ایک نامعلوم انگریز)

(۶)

"اخبار کے کاغذ سے دریافت ہوا کہ ربیع الثانی مہینے کی پہلی تاریخ منگل کے دن، اس روز موافق معمول کے صاحبان ریذیڈنٹ بہادر کے واسطے حاضری کی تیاری تھی۔ حضرت بادشاہ کو کرائل کی طرف سیر کر کے قصر شاہی میں رونق افروز ہوئے۔ پانچ گھڑی دن چڑھے تک منتظر بیٹھے تھے کہ صاحب ریذیڈنٹ بہادر آئے۔ آٹھ انگریز عالی قدر ساتھ لائے۔ جہاں پناہ نے سب صاحبوں کے ساتھ حاضری تناول فرمائی اور اس کے بعد اختلاط کی باتیں ہوئیں۔ آخر بڑے صاحب رخصت کے وقت عطر، پان، جو کچھ کہ رسم ہے سے کر کوٹھی کو سوار ہو گئے۔ تس پیچھے جب حضرت کے کھانے کا وقت آیا اور سب قسم کا کھانا دسترخوان پر چنا گیا حضرت نے خشکے کے چاول کو بادشاہی طعام کے لائق نہ دیکھا۔

غلام حسین خاں داروغہ کو ارشاد ہوا کہ للو مودی اور مشرف باورچی خانے کا مقید ہو۔ آخر دونوں نے اپنی غفلت پر نادم ہو کر پانچ ہزار روپے احمقانے کے گزارے۔ بادشاہ خطا بخش نے قصور معاف فرمایا۔"

("جام جہاں نما" کلکتہ (اردو ضمیمہ) ۲۹ دسمبر ۱۸۲۴)

(۷)

"ہندوستان کی دولت انگلستان کو کھنچی چلی جاتی ہے۔ اور کل کے بنے ہوئے کپڑے کے ٹن کے ٹن بہت جلد سونا اور چاندی ہوئے جاتے ہیں۔ مگر مانچسٹر والے روپیہ کو اس طرح پر کھنچے چلے جانے پر بھی راضی نہیں ہیں، بلکہ وہ حتی الامکان اس سے بھی زیادہ نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور ان کو اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے کہ ہندوستان دولت مند ہے یا غریب۔"

(اخبار سائنٹفک سوسائٹی ۱۰ مارچ ۱۸۷۶ء - مدیر سرسید احمد خاں)

(۸)

البرٹ بل پاس ہو جانے کے بعد ہندوستان میں مقیم انگریزوں کے لیے ہندوستانی حکام کی عدالتوں اور کچہریوں میں بوقت ضرورت حاضر ہونا ضروری ہو گیا۔ اس بل کی انگریزوں نے کافی مخالفت کی اور مضامین وغیرہ لکھے۔ انگریزوں کی اسی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار عام لاہور نے درج ذیل نوٹ لکھا:

" انگریز لوگ کتنے ہی بڑے آدمیوں کے پہریدار کو چبان ہیں۔
انگریز لوگ لاکھوں روپے کے ہندوستانیوں کے قرضدار ہیں۔ انگریز لوگ دو دو آنہ میں ہندوستانیوں کو تماشے دکھاتے ہیں۔ ان باتوں میں انگریز لوگ بے عزت نہیں ہوتے۔ وہ بے عزتی اب فقط عدالت میں ہندوستانی حاکموں کے جسم میں جا چھپی۔
ہندوستانی کالے، جنگلی، دھوکہ باز، حاسد سب ہیں۔ اور انگریز گورے، سولائزڈ، اندر باہر سے ایک سے۔ ۔ ۔ خود خدا گواہ تا رہی، لیکن عدالت تو دونوں کے ماننے کے لائق ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں اگر انگریز لوگ عدالت میں جانے کو بے عزتی سمجھتے ہیں تو ہم انھیں صلاح دیتے ہیں کہ آج سے کبھی ایسا کام مت کرو جو عدالت میں جانا پڑے۔"

(اخبار عام۔ لاہور۔ ۱۲ مئی ۱۸۸۳ء - مدیر پنڈت گوپی ناتھ)